اعانت و استعانت کی
صحیح شرعی حیثیت
(پیر سید نصیر الدین شاہ کا رد)

علامہ ابو الکرم احمد حسین
قاسم الحیدری الرضوی

مکتبہ حیدریہ
بازار سہنسہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ستائیسواں مقالہ

اعانت واستعانت

کی صحیح شرعی حیثیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین ۔ اما بعد!

روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی کے ہفتہ وار ملی ایڈیشن میں "اعانت واستعانت کی شرعی حیثیت" کے عنوان سے پیر سید نصیر الدین شاہ صاحب گولڑوی کا ایک مضمون مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ چونکہ پیر صاحب نے اپنے اس مضمون میں اعانت واستعانت کی شرعی حیثیت صحیح طریقہ سے بیان نہیں کی ہے اس لیے افادۂ عامۃ المسلمین کے لیے اس مختصر رسالہ میں ہم نے اس کی صحیح شرعی حیثیت بیان کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ حق بیانی کی توفیق بخشے اور اس سعی کو شرفِ مقبولیت عطا فرمائے۔ اور اسے ذریعہء ہدایت بنائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

پیر صاحب کے مضمون کی مؤاخذہ طلب عبارتیں

اعانت واستعانت کے بارہ میں پیر صاحب کی قابل اعتراض عبارتیں پہلے درج کی جاتی ہیں تاکہ قارئین پیر صاحب کا مؤقف سمجھنے کے بعد ہماری معروضات کو پڑھیں۔ وباللہ التوفیق۔

پیر سید نصیر الدین شاہ صاحب لکھتے ہیں

(۱) "میری رباعی پر یہ اعتراض ہوا کہ ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم کے تحت میں نے جو رباعی کہی۔ ایک تو اس کے تیسرے مصرعہ میں کہا ہے

۔ کیوں مانگ رہا ہے مانگنے والوں سے۔ (اعتراض یہ ہے کہ) یہ کہہ کر آپ نے بیک وقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے مانگنے سے روکا۔ دوسرا (اعتراض) یہ کہ بشمول انبیآء واولیآء آپ نے سب کو اللہ سے مانگنے والوں میں شمار کیا ہے۔ اور تیسرا (اعتراض) یہ کہ یہ آیت بتوں کے بارے میں نازل ہوئی اور اس کے مخاطب مشرکین ہیں۔ آپ نے اہل ایمان کو مخاطب بنایا اور نعوذ باللہ انبیآء واولیآء کو اصنام قرار دیا۔ اور چوتھا (اعتراض) یہ کہ اس

آیت میں تدعون بمعنی تعبدون آیا ہے۔ جس کے معنے ہیں جن کی تم عبادت کرتے ہو جبکہ آپ نے پکارنے اور مانگنے کا معنی لیا ہے۔ بظاہر یہ تمام اعتراضات وقیع اور لاینحل معلوم ہوتے ہیں۔ مگر میں ان شآء اللہ ان کا جواب قرآن وسنت اور اکابر امت کی تعلیمات سے پیش کروں گا۔" (روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی بابت ۲۰ ستمبر ۲۰۰۱ء)

(۲) "دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں نے اگر اللہ کے بغیر کسی سے مانگنے سے روکا ہے تو میں نے سنت انبیاء پر عمل کیا ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء کا اللہ ہی سے سوال کرنا اور مانگنا ثابت ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ آیت کریمہ واللّٰہ الغنی وانتم الفقرآء۔ (اللہ غنی اور اے انسانو! تم سب اس کے فقیر اور منگتے ہو) میں الف لام استغراق کا ہے۔ جس کے نتیجے میں تمام افراد انسان اس میں داخل ہیں۔ کیونکہ ایک اور مقام پر یوں بھی ارشاد ہوا۔ یا یھا الناس انتم الفقرآء الی اللّٰہ واللّٰہ ھو الغنی الحمید۔ (اے انسانو! تم سب کے سب اللہ کی طرف محتاج ہو اور وہ اللہ مطلق بے نیاز تعریف کی جانے والی ذات ہے) اگر قرآن وسنت میں اللہ کے سوا کسی اور سے مانگنے کی نشاندہی اور اجازت موجود ہے تو ثابت کیا جائے۔ اگر ثابت ہو گیا اور ذہن نے تسلیم کر لیا تو پھر ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر انبیآء اہل بیت، صحابہ اور صوفیاء سمیت پوری کائنات کو اللہ کا سائل کہنے میں کسی کو کیا تکلیف ہے؟" (ملی ایڈیشن بابت ۲۷ ستمبر ۲۰۰۱ء)

(۳) "ان مثالوں سے ثابت ہوا کہ انبیآء اولیآء اپنے آپ کو اللہ کا نہ صرف محتاج سمجھتے تھے بلکہ اپنی حاجات بھی اسی کی بارگاہ میں پیش کیا کرتے تھے۔ گویا ایسا کرنا سنت انبیآء واولیآء ہے۔ اب جو لوگ ان کی اس واضح سنت پر عمل نہیں کرتے اور مختلف توجیہات پیش کر کے اپنے ذہنی مفروضات اور اختراعی عقائد کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ صریح غلطی پر ہیں۔ اب محولہ بالا مفہوم کو ذہن میں رکھتے ہوئے میری رباعی کے تیسرے مصرعے کو پڑھیے۔ ۔ کیوں مانگ رہا ہے مانگنے والوں سے" (ملی ایڈیشن ۔ ۲۷ ستمبر ۲۰۰۱ء)

(۴) "توحید خالص یعنی جن سے تو مانگ رہا ہے وہ تو خود اللہ سے مانگتے ہیں جیسا کہ حدیث محولہ حضرت پیرانِ پیر کی رباعی اور آپ کے مواعظ وخطبات کے اقتباسات سے

ثابت ہوا۔ اب مانگنے والے پر ضروری ہے کہ وہ اپنی محبوب و مکرم شخصیات انبیآء و اولیآء کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس ذات سے مانگے جس سے خود انبیآ و اولیآء مانگتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں کرے گا تو وہ محبت کے دعویٰ میں جھوٹا ہو گا" (ملی ایڈیشن ۲۷ ستمبر ۲۰۰۲ء)

(۵) "معبود تو عابد سے اعلیٰ و ارفع ہونا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیآء علیہم السلام میں سے کسی نے کسی نبی یا رسول کو مدد کے لیے نہیں پکارا۔ بلکہ سب نے صرف اللہ ہی کو پکارا۔ جس کے ثبوت میں بے شمار قرآنی آیات اور احادیث پیش کی جاسکتی ہیں" (ملی ایڈیشن۔ ۱۸ اکتوبر ۲۰۰۲ء)

(۶) "چونکہ انبیآء و مرسلین سے افضل و اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس لئے انہوں نے اپنے اپنے ادوار مقدسہ میں بجائے کسی انسان سے غیبی مافوق الاسباب اور غیر مرئی مدد مانگنے کے اللہ ہی سے مدد مانگی۔ اور اسی کا درس دیا" (ملی ایڈیشن ۱۸ اکتوبر ۲۰۰۲ء)

(۷) "ایک مقام پر فرمایا **یسئلہ من فی السموات والارض**۔ اگرچہ یہ صورۃً جملہ خبریہ ہے مگر حقیقۃً یہ امر اور جملہ انشائیہ ہے کہ زمین و آسمان کی ساری مخلوق کو چاہیے کہ وہ مجھ سے مانگے اور سوال کرے اور مجھ ہی سے اپنی حاجت براری کرائے۔ کیونکہ قاضی الحاجات صرف میری ذات ہے۔ البتہ صالحین متقین اور اولیآء عظام کا دعا میں توسل جائز ہے کہ صالحین کے توسل سے دعا قبول ہوتی ہے" (ملی ایڈیشن ۱۸ اکتوبر ۲۰۰۲ء)

(۸) "حضرت گولڑوی (پیر مہر علی شاہ صاحب) کے نزدیک بھی دعا عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ کے لیے خاص ہے۔ گویا حضرت پیر صاحب کے نزدیک بھی اللہ ہی سے مانگنا چاہیے۔ اگر کسی اور سے مانگا جائے گا تو یہ اس لیے جائز نہ ہوگا کہ مانگنا یعنی دعا عبادت ہے اور عبادت بالاتفاق اللہ تعالیٰ کے لیے خاص اور غیر اللہ کے لیے حرام اور موجب شرک ہے لہٰذا شاعر (نصیر الدین شاہ) کا یہ کہنا کہ

ع کیوں مانگ رہا ہے مانگنے والوں سے۔ عقیدۂ توحید، سنت انبیاء، اور تعلیمات مہریہ کے

عین مطابق ٹھہرا۔" (ملی ایڈیشن ۱۷ جنوری ۲۰۰۳ء)

(۹) "اس کے علاوہ اگر معترض کے علم میں اللہ کے سوا اور کوئی ذات ہے تو اس کی نشاندہی ضرور کرے تاکہ ذرا مزہ بدلنے ہی کی خاطر کچھ دیر کے لیے اسے بھی پکارا جائے۔ اور اپنی تکالیف کا درماں کرالیا جائے۔" (ملی ایڈیشن ۱۷ جنوری ۲۰۰۳ء)

(۱۰) "ہم نے اپنے اس تفصیلی تجزیہ میں جو کچھ پیش کیا اس کا تعلق براہِ راست قرآن وسنت سے ہے یا پھر صوفیائے کرام کی ان تحریرات سے ہے جو انہوں نے شرعی حیثیت کو واضح کرنے کے لیے بصورت فتویٰ صادر فرمائیں۔ لہٰذا ہم اس سطح کا جواب تسلیم کریں گے۔ اھ بلفظہ۔ (ملی ایڈیشن۔ ۱۷ جنوری ۲۰۰۳ء)

پیر صاحب کا عقیدہ نصوص شرعیہ کے خلاف ہے

پیر نصیر الدین شاہ صاحب نے اپنی رباعی کے تیسرے مصرعہ میں جو یہ کہا ہے کہ

ع کیوں مانگ رہا ہے مانگنے والوں سے۔

قرآن وحدیث اور تعلیماتِ بزرگانِ دین کے سراسر خلاف ہے۔ چونکہ پیر صاحب نے قرآن وحدیث اور تعلیماتِ بزرگانِ دین کا پوری طرح سے مطالعہ نہیں کیا ہے۔ اس لیے ان کی چشم کشائی کے لیے چند آیاتِ کریمہ، احادیث مبارکہ اور اقوال بزرگانِ دین پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔ اللہ کرے ہماری اس تحریر سے پیر صاحب کو راہِ حق نظر آجائے اور وہ حق سے روگردانی ترک فرما کر حق شعاری سے بہرہ ور ہوں۔ آمین **یارب العالمین بجاہ نبیک الکریم۔** ﷺ

آیاتِ کریمہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ **ووجدک عائلاً فاغنی فاما الیتیم فلا تقهر واما السائل فلا تنهر**۔ (پ ۳۰ رکوع ۱۸) ترجمہ: اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو اور منگتا کو نہ جھڑکو۔ (کنز الایمان ترجمہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت امام ابوالبرکات نسفی حنفی آخری آیت کریمہ واما السائل فلا تنھر کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔فلاتزجرہ فابذل قلیلاً اور ذجمیلاً۔آپ اپنے منگتے کو نہ جھڑکیں بلکہ اس پر کچھ نہ کچھ خرچ کریں یا اسے اچھا جواب دیں۔(تفسیر نسفی جلد چہارم ص ۳۶۴)

اور حضرت امام احمد صاوی اس آیت کے بارہ میں لکھتے ہیں۔والمعنی اغن عبادی واعطھم کما اغنیتک واعطیتک۔اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اے محبوب آپ ہمارے بندوں کو غنی بنائیں اور انہیں عطا فرمائیں جس طرح ہم نے آپ کو غنی بنایا اور عطا کیا۔(تفسیر صاوی جلد چہارم ص ۲۷۹)

اور علاء الدین خازن لکھتے ہیں۔لاتزجرہ اذاسالک۔اے محبوب جب کوئی آپ سے مانگے تو آپ اسے نہ ڈانٹیں۔(تفسیر خازن جلد چہارم ص ۲۶۰)

اور مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اس آیت کے ماتحت لکھتے ہیں" خیال رہے کہ مال کا منگتا غنی کے دروازہ پر، کمال کا منگتا کامل کے دروازہ پر، دوا کا منگتا حکیم کے دروازے پر اور داد کا منگتا حاکم کے دروازے پر جاتا ہے۔لیکن حضور ﷺ کا دروازہ وہ دروازہ ہے جہاں سارے منگتوں کا بھلا ہے۔کیونکہ یہاں (اس آیت میں) سائل میں کوئی قید نہیں۔پھر یہ تمام دروازے داتاؤں کے مرنے پر بند ہو جاتے ہیں۔مگر حضور ﷺ کا دروازہ ہر منگتے کے لیے ہمیشہ کھلا رہے گا کہ حشر میں بھی حضور ﷺ ہی سے سارا عالم شفاعت کی بھیک مانگے گا۔کیونکہ یہاں زمانے کی بھی قید نہیں۔جیسے مہربان باپ یہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے کہ اس کے بیٹے کے دروازے فقراء کے لیے کھلے ہیں ایسے ہی رب تعالیٰ اس سے خوش ہے کہ اس کے محبوب کے دروازے پر بھکاریوں کی بھیڑ ہے۔لفظ سائل سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ایک یہ کہ حضور ﷺ سے ہر قسم کی دینی و دنیاوی نعمتیں مانگنا جائز ہے۔ حضور! مجھے جنت، اولاد، ایمان دے دیں۔اور دوزخ سے بچالیں وغیرہ وغیرہ۔کیونکہ رب نے عالم کو حضور ﷺ کا سائل قرار دیا اسی لیے صحابہ نے حضور ﷺ سے شفا، شفاعت، جنت اور اولاد مانگی، جانوروں نے دادفریاد مانگی۔

اور دوسرا مسئلہ یہ کہ رب نے حضور ﷺ کے خزانے بھر دیے ورنہ سائلوں کو وہاں

نہ بھیجا جاتا۔فرماتا ہے ولوانھم اذظلموا انفسھم جآؤک۔ڈپو میں پہلے آٹا کھانڈ حکومت کی طرف سے جمع کر دیا جاتا ہے پھر کارڈ والوں کو وہاں بھیجا جاتا ہے۔اور تیسرا مسئلہ یہ کہ حضور ﷺ سے ہر جگہ سے مانگنا جائز ہے، مدینہ پاک حاضر ہونے کی قید نہیں اور چوتھا مسئلہ یہ کہ عالم طلباء کو، مشائخ مرید صادق کو اور غنی بھکاری کو نہ جھڑکیں کہ یہ سب سائلین ہیں۔ کبھی سائلین کے لباس میں کوئی مقبول بندہ ہوتا ہے جو ہمارے امتحان کے لیے آتا ہے۔"

(نورالعرفان ص ۹۵۰)

اور پیر کرم شاہ صاحب لکھتے ہیں۔" سائلوں سے برافروختہ وہ ہوتا ہے جس کو اپنے سرمایہ کے ختم ہو جانے یا کم ہو جانے کا اندیشہ ہو۔جب آپ کے رب نے آپ کو غنی کر دیا ہے تو یہ خزانے کبھی ختم ہونے والے نہیں۔پھر آپ کسی سائل کو کیوں جھڑکیں یا سائلوں کی کثرت سے تنگ دل کیوں ہوں۔آپ کو آپ کے رب نے بے شمار دولتیں اور بے حساب نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔آپ انہیں سائل کی استعداد کے مطابق بانٹتے ہیں۔آپ کے در پر آنے والا کوئی سائل خالی نہ جائے۔(تفسیر ضیاء القرآن حصہ پنجم ص ۵۹۲)

الحمد للہ ان آیات کریمہ اور ان تفسیرات متبرکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ کریم جل شانہٗ نے اپنے محبوب کریم رؤوف رحیم ﷺ کو غنی بنا دیا ہے۔اور آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ کسی یتیم پر دباؤ نہ ڈالیں اور نہ کسی مانگنے والے کو جھڑکیں۔اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ سے مانگنا اور آپ کے دروازہ پر گداگر بننا شرعاً جائز ہے۔یہ شرک نہیں عین توحید ہے۔

یہ جن وملک جانور اللہ اللہ — فدا ان پہ سارے بشر اللہ اللہ
میں نام نبی سن کے شیدا ہوا ہوں — انہیں ڈھونڈتی ہے نظر اللہ اللہ
زمانے میں جن کا سہارا نہیں ہے — ہے ان کا سہارا یہ در اللہ اللہ
یہ ان کا فضل ہے، یہ ان کا کرم ہے — کہ ہوتی ہے اچھی بسر اللہ اللہ
تیرا سایہ لطف جاتا ادھر ہے — میں جاتا ہوں آقا جدھر اللہ اللہ
خدا اس کو آیا نظر میرے آقا — جسے آپ آئے نظر اللہ اللہ
دیئے جا رہے ہو کرم ہم کو ہر دم — نہیں چھوڑتے ہو قصر اللہ اللہ

ہیں عنوانِ محفل مدینے کے آقا — لبوں پہ ہے ان کا ذکر اللہ اللہ
نہ قاسم کریں بد دعا سختیوں میں — یہ شانِ قناعت و صبر اللہ اللہ

احادیث مبارکہ

صحیح مسلم شریف میں مروی ہے کہ صحابی ء رسول حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ہاں رات گزارتا تھا تو میں آپ کے لیے وضو اور ضرورت کی چیزیں لاتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا۔ مانگ، **فقلت اسئالک مرافقتک فـی الـجـنـة** ۔ میں نے عرض کیا۔ میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت اور سنگت مانگتا ہوں۔ فرمایا **اوغیر ذلک** ۔ اور کیا چیز اس کے علاوہ۔ عرض کے ھو ذاک ۔ بس یہی چیز ہے ۔ فرمایا ۔**فـاعـنـی علیٰ نفسک بکثرة السجود** ۔ پھر تو اپنے نفس کے مقابلہ میں سجدوں کی کثرت کے ذریعہ سے میری مدد کر۔ (مسلم شریف ص۲۱۳ جلد اوّل ،مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوٰۃ فی السجود ۔ جلد اول ص ۷۷)

شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے ماتحت لکھتے ہیں واز اطلاق سوال کہ فرمود سل بخواہ وتخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم می شود کہ کار ہمہ بدست وہمت وکرامتِ اوست ﷺ ۔ وہرچہ خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔

فان من جودک الدنیا وضرتہا ۔ ومن علومک علم اللوح والقلم

اگر خیریت دنیا وعقبیٰ آرزو داری — بدرگاہش بیا وٗ ہرچہ می خواہی تمنا کن ۔

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ کے سوال کے اطلاق سے کہ فرمایا مانگ اور کسی خاص مطلوب کی تخصیص نہ فرمائی معلوم ہوتا ہے کہ ساری مخلوق کا کاروبار آپ کے ہاتھ، ہمت اور کرامت میں ہے ۔ﷺ ۔ آپ ﷺ جو کچھ چاہتے ہیں اپنے پروردگار کے اذن سے عطا فرماتے ہیں۔

شعر۔ سو بلا شبہ دنیا اور اس کی سوکن (آخرت) آپ کی سخاوت کا ایک حصہ ہے۔ اور لوح وقلم کا علم آپ کے علوم کا ایک جزو ہے۔

شعر۔ اگر تو دنیا وآخرت کی بھلائی کی آرزو رکھتا ہے تو پھر ان کی بارگاہ میں چلا آ اور جو کچھ چاہے اس کا سوال کر۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۳۹۶)

اور ملا علی قاری اس حدیث کے ماتحت لکھتے ہے۔ **ویؤخذ من اطلاقہ علیہ السلام الامر بالسوال ان اللہ تعالیٰ مکنہ من اعطاء کل ما ارادمن خزائن الحق** ۔ اور رسول اللہ ﷺ کے سوال کے اطلاق سے یہ مسئلہ اخذ کیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات پر قدرت دی ہے کہ وہ اللہ کے خزانوں سے جو کچھ کسی کو دینے کا ارادہ فرمائیں عطا فرمائیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد دوم ص۳۲۳)

اور اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں " صحیح مسلم شریف وسنن ابی داؤد وسنن ابن ماجہ ومعجم کبیر طبرانی میں سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے ہے۔ قال **كنت ابيت مع رسول الله ﷺ فاتيتهٗ بوضوءه وحاجته فقال لی سل (ولفظ الطبرانی فقال یوماً یا ربیعة سلنی فاعطیک رجعنا الی لفظ مسلم) قال فقلت اسئالک مرافقتک فی الجنة فقال اوغیر ذلک فقلت ھوذاک قال فاعنی علیٰ نفسک بکثرة السجود** ۔ میں حضور پرنور سید المرسلین ﷺ کے پاس رات کو حاضر رہتا۔ ایک شب میں حضور کے لیے آب وضو وغیرہ ضروریات لایا۔ (رحمت عالم کا بحرِ رحمت جوش میں آیا۔) ارشاد فرمایا۔ مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں ۔ میں نے عرض کی ۔ میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔ فرمایا۔ کچھ اور، میں نے عرض کی میری مراد تو صرف یہی ہے۔ کہ حیف باشد وغیرانہ تمنائے

سائل ہوں تیرا مانگتا ہوں تجھ سے تجھی کو — معلوم ہے اقرار کی عادت تیری مجھ کو

فرمایا۔ تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے۔

الحمد للہ: یہ جلیل ونفیس حدیث صحیح اپنے ہر ہر جملے سے وہابیت کش ہے۔ حضور اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم ﷺ کا مطلقاً بلا قید وبلا تخصیص ارشاد فرمانا سل، مانگ کیا مانگتا ہے۔ جانِ وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے۔ جس سے صاف ظاہر کہ حضور ﷺ ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں۔ دنیا و

آخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں۔ جب تو بلا تقیید ارشاد ہوا مانگ کیا مانگتا ہے۔ یعنی جو جی میں آئے مانگو کہ ہماری سرکار میں سب کچھ ہے۔

اگر خیریت دنیا وعقبیٰ آرزو داری   بدرگاہش بیا و ہر چہ می خواہی تمنا کن۔

پھر اس حدیث میں سب سے بڑھ کر جان وہابیت پر کیسی آفت کہ حضور اقدس ﷺ کے ارشاد پر حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ خود حضور سے جنت مانگتے ہیں۔ اسئالک مرافقتک فی الجنۃ ۔ یارسول اللہ میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں رفاقت عطا ہو۔ وہابی صاحبو! یہ کیسا کھلا شرک وہابیت ہے جسے حضور مالکِ جنت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ قبول فرمارہے ہیں۔ وللّٰہ الحجۃ الساطعہ " (کتاب الامن والعلیٰ مؤلفہ اعلیٰ حضرت بریلوی ص ۱۲۵)

حدیث نمبر۲

طبرانی معجم اوسط میں اورخرائطی مکارم الاخلاق میں امیر المؤمنین مولا علی کرم اللہ وجھہ الکریم سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے جب کوئی شخص سوال کرتا۔ اگر منظور ہوتا۔ نعم فرماتے۔ یعنی اچھا۔ اور نہ منظور ہوتا تو خاموش رہتے کسی چیز کو لا یعنی نہ نہ فرماتے۔ ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہوکر سوال کیا اس پر حضور اقدس ﷺ نے جھڑکنے کے انداز میں فرمایا۔ سل ماشئت یا اعرابی ۔ اے اعرابی جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ لے۔ مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ یہ حال دیکھ کر ہمیں اس اعرابی پر رشک آیا۔ ہم نے اپنے جی میں کہا کہ اب یہ حضور ﷺ سے جنت مانگے گا۔ اعرابی نے کہا میں حضور سے سواری کا ایک اونٹ مانگتا ہوں۔ فرمایا عطاء ہوا۔ پھر عرض کی۔ حضور! زاد راہ مانگتا ہوں۔ فرمایا۔ عطا ہوا۔

ہمیں اس کے ان سوالوں پر تعجب ہوا۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک پیرزن کے سوال میں۔ پھر حضور نے اس کا ذکر ارشاد فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو دریا اترنے کا حکم ہوا اور کنارۂ دریا تک پہنچے

سواری کے جانوروں کے منہ اللہ تعالیٰ نے پھیر دیئے کہ خود بخود واپس پلٹ آئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ الٰہی یہ کیا حال ہے؟ ارشاد ہوا تم قبر یوسف کے پاس ہو۔ ان کا جسم مبارک اپنے ساتھ لے لو۔ موسیٰ علیہ السلام کو قبر کا پتہ معلوم نہ تھا۔ فرمایا اگر تم میں سے کوئی آدمی جانتا ہے تو بتائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ شاید بنی اسرائیل کی پیرزن کو معلوم ہو۔ اس کے پاس آدمی بھیجا کہ تجھے یوسف علیہ السلام کی قبر معلوم ہے؟ کہا۔ ہاں۔ فرمایا۔ تو تُو مجھے بتادے۔ عرض کی لاواللّٰہ حتی تعطینی مااسئالک ۔نہیں خدا کی قسم میں نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے مانگوں وہ آپ مجھے عطا فرمادیں۔ فرمایا تیری عرض قبول ہے۔ پیرزن نے عرض کی فانی اسئلک ان اکون معک فی الدرجۃ التی تکون فیھا فی الجنۃ ۔ تو میں حضور سے یہ مانگتی ہوں کہ میں جنت میں آپ کے ساتھ رہوں اس درجہ میں جس میں آپ ہوں گے۔ فرمایا سلی الجنۃ ۔ جنت مانگ لے یعنی تجھے یہی کافی ہے۔ اتنا بڑا سوال نہ کر۔ عرض کی خدا کی قسم میں نہ مانوں گی مگر یہی کہ میں آپ کے ساتھ رہوں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام اس سے یہی ردوبدل کرتے رہے تو اللہ نے وحی بھیجی۔ موسیٰ! وہ جو مانگ رہی ہے تو اسے وہی عطا کردے کہ اس میں تمہارا کچھ نقصان نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمادی۔ تو اس نے یوسف علیہ السلام کی قبر بتائی اور موسیٰ علیہ السلام نعش مبارک کو ساتھ لے کر دریا سے عبور فرما گئے۔ (الامن والعلیٰ ص ۲۲۸)

حدیث نمبر۳

حضور سید دوعالم ﷺ ہوازن کی غنیمتیں تقسیم کررہے تھے۔ ایک شخص نے کھڑے ہوکر عرض کی۔ یارسول اللہ۔ حضور نے مجھ سے کچھ وعدہ فرمایا تھا۔ ارشاد ہوا۔ تو نے سچ کہا۔ اچھا جو جی میں آئے حکم لگادے۔ عرض کی۔ اسی دنبے اور ان کا چرانے والا غلام عطا ہو۔ فرمایا۔ یہ تجھے عطا ہوا اور تو نے بہت چھوٹی چیز مانگی۔ اور بے شک وہ ضعیفہ عورت جس نے یوسف علیہ السلام کا تابوت بتایا تھا تجھ سے زیادہ دانشمند تھی جبکہ اسے موسیٰ علیہ السلام نے اختیار دیا تھا کہ تو جو چاہے مانگ لے۔ اس نے کہا تھا۔ حکمی ان تردنی شابۃً وادخل

معک الجنة ۔ میں قطعی طور پر یہی مانگتی ہوں کہ آپ میری جوانی واپس فرما دیں اور میں آپ کے ساتھ جنت میں آپ کے ساتھ جاؤں ۔ یونہی ہوا ۔ وہ ضعیفہ فوراً نوجوان ہوگئی ۔ اس کا حسن و جمال واپس آیا ۔ اور جنت میں بھی معیت کا وعدہ کلیم کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عطا فرمایا ۔ رواہ ابن حبان والحاکم فی المستدرک مع اختلاف عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ اور حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے ۔" (الامن والعلیٰ ص ۲۳۶)

حدیث نمبر ۴

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ۔ اطلبوا الخیر والحوائج من حسّان الوجوہ ۔ بھلائی اور حاجتیں خوش رویوں سے مانگو ۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔ (الامن والعلیٰ ص ۲۹)

حدیث نمبر ۵

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ۔ اطلبوا الحوائج الی ذوی الرحمۃ من امتی ترزقوا وتفلحوا ۔ میرے رحم دل امتیوں سے اپنی حاجتیں مانگو ۔ رزق پاؤ گے اور ان کے دامن میں آرام سے رہو گے ۔ رواہ العقیلی والطبرانی فی الاوسط ۔ (الامن والعلیٰ ص ۲۹)

حدیث نمبر ۶

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ۔ اطلبوا الحوائج الی ذوی الرحمۃ من امتی ترزقوا وتنجحوا فان اللہ تعالیٰ یقول رحمتی فی ذوی الرحمۃ من عبادی ۔ میرے رحم دل امتیوں سے اپنی حاجتیں مانگو تم رزق پاؤ گے اور کامیاب ہو جاؤ گے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری رحمت میرے رحمت والے بندوں میں ہوتی ہے ۔ رواہ البیہقی فی الشعب

والطبرانی فی الکبیر عن ابی سعید رضی اللہ عنہ ۔ (جامع صغیر جلد ۱ ص ۴۴)

مسلمان ان احادیث مبارکہ کو پڑھیں ، سمجھیں اور غور کریں کہ سرکار دو عالم ﷺ اور دیگر انبیاء و اولیاء و صالحین سے مانگنے کی یہ کیسی کیسی روشن دلیلیں ہیں ۔ بصیرت سے کورے عقیدت سے محروم لوگ ہی محبوبانِ خدا سے مانگنے کو ناجائز کہیں گے ۔ رسول اللہ ﷺ تو حسان الوجوہ (اچھے چہرہ والے لوگوں) سے مانگنے کا ہمیں حکم دے رہے ہیں واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم ۔

بزرگانِ دین رسول اللہ ﷺ سے مانگتے چلے آئے ہیں

جس طرح دور رسالت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ ﷺ سے اپنی حاجتیں مانگتے رہے ۔ اسی طرح بعد کے ادوار کے بزرگانِ دین بھی آپ سے اپنی حاجتیں عرض کرتے چلے آئے ہیں ۔ بطور نمونہ مشتے از خروارے عرض کیا جاتا ہے ۔

امام بوصیری کا عقیدہ

صاحب قصیدہ بردہ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ۔

وکلھم من رسول اللہ ملتمس   غرفاً من البحر او رشفاً من الدیم

ترجمہ: اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حضرت رسول اللہ ﷺ سے ایک کف دست یعنی چلو کے طالب ہیں ۔ یا بقدر ایک قطرہ کے ہیں آپ کے علم کے باران ہائے بسیار سے ۔ (نشر الطیب مؤلفہ دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی ص ۱۷)

حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی جو اکابر دیوبند کے پیر و مرشد ہیں اور صاحبزادہ نصیر الدین صاحب کے پڑدادا پیر سید مہر علی شاہ صاحب نے ان سے سلسلہ چشتیہ صابریہ کی خلافت حاصل کی بارگاہ رسالت سے بدیں الفاظ مانگتے ہیں ۔

اے رسول کبریا فریاد ہے   یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل — اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(کلیات امدادیہ)

اعلیٰ حضرت بریلوی کا عقیدہ

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ اپنے اشعار میں جابجا رسول اللہ ﷺ سے اپنی حاجتیں مانگتے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

؎ وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا — ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا

؎ سائلو دامن سخی کا تھام لو — کچھ نہ کچھ انعام تو ہو جائے گا

؎ واہ کیا جود و کرم ہے شاہِ بطحا تیرا — نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا — تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے دریا تیرا
فیض ہے یا شاہِ تسنیم نرالا تیرا — آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا
اغنیاء پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا — اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب — یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال — جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

(حدائق بخشش ص ۱)

سبحان اللہ۔ اعلیٰ حضرت کے ان اشعار سے اعلیٰ حضرت کا عقیدہ خوب واضح ہوتا ہے۔ بالخصوص آخری نعت کے پہلے شعر کے دوسرے مصرعہ میں آپ کا "مانگنے والا تیرا" فرمانا اس بارہ میں بالکل صریح ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مانگنا شرک نہیں عین ایمان ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ عنا و عن سائر المسلمین خیر الجزآء فی الآخرۃ

راقم الحروف کی ایک نعت

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی آخری نعت کے پہلے شعر کے پہلے مصرعہ سے متاثر ہو کر راقم الحروف نے ایک نعت لکھی جو ہدیہء ناظرین کی جاتی ہے۔

مطلعِ کل یہ حرم ہے شاہِ بطحا تیرا — واہ کیا جود و کرم ہے شاہِ بطحا تیرا
جو بھی مانگے تیرا سائل ہو اسے وہی عطا — اس قدر جوشِ کرم ہے شاہِ بطحا تیرا
اللہ اللہ یہ وجاہت، اللہ اللہ یہ وقار — عرشِ اعظم پہ قدم ہے شاہِ بطحا تیرا
کن کی کنجی خالقِ کونین نے جس کو کیا — وہی لبِ حق کی قسم ہے شاہِ بطحا تیرا
تیرے آگے سر جھکاتے ہیں وجاہت والے — اس قدر جاہ و حشم ہے شاہِ بطحا تیرا
ہم بھی بخشے جائیں گے تیری شفاعت کے طفیل — ہم پہ بھی بے حد کرم ہے شاہِ بطحا تیرا
ہے سرِ کونین پہ تیری وجاہت کا قدم — عرشِ اعظم پہ علم ہے شاہِ بطحا تیرا
رشک اس کی خوش نصیبی پہ کریں اہل نصیب — وصف جو کرتا، رقم ہے شاہِ بطحا تیرا
تیرا کلمہ ہر جگہ توحید حق کے ہمراہ — ہے عرب تیرا، عجم ہے شاہِ بطحا تیرا
جس کے آثار حسیں رہتے ہیں میرے ذہن میں — وہی گلزار ارم ہے شاہِ بطحا تیرا
زندگی جس نے گزاری ہو گناہوں میں سبھی — اس پہ بھی لطف و کرم ہے شاہِ بطحا تیرا
تیرے قاسم کی امیدیں بھی کرے گا بارور — اس پہ جو ابرِ کرم ہے شاہِ بطحا تیرا

(ہفت روزہ کوٹلی ٹائمز کوٹلی آزاد کشمیر بابت 11 اگست ۱۹۹۶ء)

پیر نصیر الدین صاحب کا نذرانہء عقیدت

پیر نصیر الدین شاہ صاحب گولڑوی مشہور و معروف شاعر بھی ہیں۔ موجودہ نظریات اپنانے سے پہلے پیر صاحب موصوف نے جو نعتیہ اشعار اور بزرگانِ دین کے مناقب لکھے ہیں ان میں انہوں نے بھی محبوبانِ خدا سے بہت کچھ مانگا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

؎ دونوں عالم میں ہے دن رات اجالا تیرا — چھب انوکھی ہے تیری، حسن نرالا تیرا
تُو وہ شمعِ ضیا بار دو عالم کے لیے — ڈھونڈتے پھرتے ہیں کونین اجالا تیرا
حشر میں ایک قیامت میرے دل پہ گزری — بن گئی بات وسیلہ جو نکالا تیرا
صدقِ دل سے ہے نصیر اہل طلب میں شامل — آسرا حشر میں ہے اے شہِ والا تیرا

(ماہنامہ ضیائے حرم لاہور۔ دسمبر ۱۹۸۳ء)

شاہان جہاں کس لیے شرمائے ہوئے ہیں
کیا بزم میں طیبہ کے گدا آئے ہوئے ہیں

حاجت نہیں جنبش کی یہاں اے لبِ سائل
وہ یوں بھی کرم حال پہ فرمائے ہوئے ہیں

کل اپنی عنایت سے نہ رکھیں ہمیں محروم
کچھ بھی ہیں مگر آپ کے کہلائے ہوئے ہیں

سلطانِ دوعالم کی عطا اور یہ عاصی
کچھ لوگ تو اس بات پہ چکرائے ہوئے ہیں

یا شاہِ امم ایک نظر ان کی طرف بھی
دامانِ تمنا کو جو پھیلائے ہوئے ہیں

بن جائے گی محشر میں نصیرؔ اب تیری بگڑی
سرکار شفاعت کے لیے آئے ہوئے ہیں

(ماہنامہ ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۹۲ء)

اس کو نہ چھو سکے کبھی رنج و بلا کے ہاتھ
اٹھے ہیں جس کے حق میں رسول خدا کے ہاتھ

ان کے طرف بڑھیں گے نہ لطفِ خدا کے ہاتھ
جو پھر گئے رسول خدا سے چھڑا کے ہاتھ

پہنچے کہاں کہاں نہ حبیب خدا کے ہاتھ
کونین کا ہے نظم و عمل مصطفےٰ کے ہاتھ

ہم عاصیوں کے آپ ہی تو دستگیر ہیں
ہم سب کا آسرا ہے شہِ دوسرا کے ہاتھ

تفسیر مارمیت ہے ایمان کا سبق
یعنی نبی کے ہاتھ ہیں بے شک خدا کے ہاتھ

محشر میں مجھ پہ سایہء لطفِ رسول ہو
میں یہ دعائیں مانگ رہا ہوں اٹھا کے ہاتھ

خاطر میں کب وہ لائے گا شاہانِ وقت کو
اٹھتے ہوں صرف ان کی طرف جس گدا کے ہاتھ

ذکر حبیب نے وہ غنی کردیا مجھے
بیٹھا ہوا ہوں دونوں جہان سے اٹھا کے ہاتھ

سو رنج ہوں ، ہزار الم ، لاکھ مشکلیں
ہم نے بڑھا دیئے ہیں ادھر مسکرا کے ہاتھ

بس اک نگاہِ لطف کا امیدوار ہوں
کچھ اور ہو طلب تو کٹیں التجاء کے ہاتھ

بے حد و بے شمار خطائیں سہی مگر
کچھ غم نہیں کہ لاج ہے اب مصطفےٰ کے ہاتھ

وہ رحمتِ تمام ہیں دونوں جہان میں
دامن تک ان کے پہنچیں گے شاہ و گدا کے ہاتھ

محروم رہ نہ ساقیء کوثر کے فیض سے
پڑھ کر درود جام اٹھا لے بڑھا کے ہاتھ

امید ہے دعائے حضوری قبول ہو
روداد جو بھیج تو دی ہے صبا کے ہاتھ

دامن رسول کا مرے ہاتھوں میں آگیا
یہ ہاتھ شاہ کے ہیں، نہیں بے نوا کے ہاتھ

اس کا نہ مول اور نہ اس کی مثال ہے
جو بک چکا ہے ان کی ادائے عطا کے ہاتھ

جو کوئی وسوسہ مجھے لاحق ہوا کبھی
سینے پہ رکھ دیئے وہیں حضرت نے آ کے ہاتھ

طاعت ہے فرض ہم پر خدا اور رسول کی
عزت خدا کے ہاتھ ہے یا مصطفےٰ کے ہاتھ

ہم پر کرم ہے صاحبِ خلق عظیم کا
افلاک سے بلند ہیں جودو عطا کے ہاتھ

سرکار دو جہاں کی نگاہیں جو پڑ گئیں
شل ہوکے رہ گئے ستمِ ناروا کے ہاتھ

وہ خوش نصیب دولتِ کونین پا گئے
جو پوچھتے تھے اپنا مقدر دکھا کے ہاتھ

ہے ارفع و بلند وسیلہ رسول کا
عرشِ بریں سے دور نہیں اولیاء کے ہاتھ

میں ہوں گدائے کوچہء آلِ نبی نصیرؔ
دیکھے تو مجھ کو نار جہنم لگا کے ہاتھ

(ماہنامہ ضیائے حرم لاہور فروری ۱۹۸۹ء) روزنامہ "نوائے وقت" راولپنڈی۔ مجلد ذاتی اخبارات نمبرا۔ ص ۱۴۷)

ستم کا نشانہ مری زندگی ہے کرم کی نظر شہریارِ مدینہ
اسے مل گئی دین و دنیا کی دولت ہوا دل سے جو خواستگار مدینہ
نصیرؔ اپنی کوشش نہیں کام آتی بلاتے ہیں خود تاجدارِ مدینہ

(سہ ماہی طلوع مہر اسلام آباد۔ جلد سوم شمارہ نمبر ۹)

ہے ٹکڑے ٹکڑے عقائد کی رو سے پھر امت — مدد کا وقت ہے پھر الغیاث یا صدیق

(ماہنامہ ضیائے حرم لاہور۔ جولائی ۱۹۷۹ء)

"نعتِ رسول مقبول"

اب تنگئ داماں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ
ہیں آج وہ مائل بعطاء اور بھی کچھ مانگ

ہر چند کہ آقا نے بھرا ہے تیرا کشکول
کم ظرف نہ بن، ہاتھ بڑھا اور بھی کچھ مانگ

سلطانِ مدینہ کی زیارت کی دعا کر
جنت کی طلب چیز ہے کیا اور بھی کچھ مانگ

جن لوگوں کو شک ہے کہ کرم ان کا ہے محدود — ان لوگوں کی باتوں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ
سرکار کا در ہے درِ شاہاں تو نہیں ہے — جو مانگ لیا مانگ لیا اور بھی کچھ مانگ
اس در پہ یہ انجام ہوا حسن طلب کا — جھولی میری بھر بھر کے کہا اور بھی کچھ مانگ
پہنچا ہے جو اس در پہ تو رہ رہ کے نصیرؔ آج — آواز پہ آواز لگا اور بھی کچھ مانگ

(پیر نصیر الدین شاہ گولڑوی۔ ماہنامہ الملنگیہ اوکاڑہ بابت جنوری سنہ ۲۰۰۳ء صفحہ ۳)

۔ مجھ پہ بھی چشمِ کرم اے میرے آقا کرنا — حق تو میرا بھی ہے رحمت کا تقاضا کرنا
میں کہ ذرہ ہوں مجھے وسعتِ صحرا دے دے — کہ تیرے بس میں ہے قطرے کو بھی دریا کرنا
میں ہوں بے کس تیرا شیوہ ہے سہارا دینا — میں ہوں بیمار تیرا کام ہے اچھا کرنا
مجھ پہ محشر میں نصیرؔ ان کی نظر پڑ ہی گئی — کہنے والے اسے کہتے ہیں خدا کا کرنا

(سہ ماہی طلوع مہر ۔ جلد نمبر ۳ شمارہ نمبر ۹)

۔ مرجائیں حاسد جل جل کر — غم مت کر اے میرے پیمبر
دیتا جا بھر بھر کے ساغر — انا اعطینٰک الکوثر

(سہ ماہی طلوع مہر۔ گولڑہ شریف جلد سوم شمارہ ۹ ص ۴۰)

۔ اللہ آج دینے پہ آیا ہے، مانگ لو — کھلتا ہے آج بابِ کرم غوث پاک کا
کچھ غم نہیں مجھے، زمانہ خلاف ہے — ہے میرے سر پہ دستِ کرم غوثِ پاک کا

(سہ ماہی طلوع مہر گولڑہ شریف ۔ جلد سوم شمارہ نمبر ۱۰)

ہزاروں کے مقدر کھل گئے ہیں اک اشارے میں — پکاریں گے تمہیں ہم کہہ کے پالن ہار بابوجی
تمہاری راہنمائی سے، تمہاری ناخدائی سے — ہزاروں ڈوبتے بیڑے ہوئے ہیں پار بابوجی
کرم کا ہے تمہارے چارسو چرچا زمانے میں — عنایت کا تمہاری سب کو ہے اقرار بابوجی
تمہیں نے ہر شرف بخشا تمہیں پر ناز ہے اس کو — تمہارا تھا تمہارا ہے، نصیرؔ زار بابوجی

(سہ ماہی طلوع مہر گولڑہ شریف۔ جلد سوم شمارہ ۱۰ ص ۵۷)

۔ کسی اور کے کس لئے در پہ جاؤں، کسی اور کو کیوں میں اپنا بناؤں
بہرِ ہر کار مردے، بہ ہر مرد کارے مرے پیشوا پیر مہر علی ہیں

(سہ ماہی طلوع مہر ۔ جلد نمبر ۳ شمارہ نمبر ۹)

۔ دلِ بے تاب کی تسکین مرے بس میں نہیں — لو سنبھالو کہ یہ ہے کام تمہارا داتا
آپ کی چشمِ کرم جس کی طرف اٹھ جائے — دین و دنیا میں نہ ہو اس کو خسارا داتا

(سہ ماہی طلوع مہر۔ جلد سوم شمارہ ۹)

۔ جس نے غم میں تجھے پکارا ہے — تُو ہے اس کا معین معین الدین
بے نوا آستانِ عالی کا — ہے نصیر حزیں معین الدین

(ماہنامہ ضیائے حرم لاہور۔ مئی ۱۹۸۲ء)

اعانت و استعانت کی صحیح شرعی حیثیت

الحمد للہ ۔ یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے روزِ روشن سے زیادہ روشن ہوا کہ محبوبانِ خدا انبیآء و اولیآء اور صالحین و متقین سے دین و دنیا کی نعمتوں کا مانگنا ازروئے شرع شریف جائز ہے۔ آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبوی اور تعلیماتِ بزرگانِ دین سے اس کا جواز ثابت ہے۔ ولہٰذا پیر نصیر الدین شاہ صاحب کی اپنی رباعی میں یہ لکھنا کہ ۔ کیوں مانگ رہا ہے مانگنے والوں سے ۔ نصوص شرعیہ کے سراسر خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ سے براہِ راست مانگنا جس طرح جائز ہے۔ اسی طرح انبیآء و اولیآء کو مظاہرِ عونِ الٰہی سمجھ کر ان سے مانگنا بھی قطعاً جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق بخشے۔ آمین

۔ وہ کیا شئے ہے جو ملتی نہیں خدا سے — جسے تم ڈھونڈتے ہو اولیآء سے
توسل مل نہیں سکتا خدا سے — جسے ہم ڈھونڈتے ہیں اولیآء سے

وھذا آخر ما اردنا ایراده فی هذه المقالة المفیدة تقبلها اللّٰه تعالیٰ بمنه العظیم ورسوله الکریم ﷺ وانا الفقیر ابوالکرم احمد حسین قاسمؔ الحیدری الرضوی القریشی الهاشمی غفر اللّٰه تعالیٰ لهٗ المدرس بالجامعة الحیدریة فضل المدارس سهنسه آزاد کشمیر .(١٧ ذوالقعده ۱۴۲۳ء بمطابق ۲۱ جنوری ۲۰۰۳ء)